© rasailojaraid.com

اس موضوع پر لکھنے کی ایک مشکل یہ ہے کہ منزل بھی ایک ہے، جادۂ شوق بھی مختلف نہیں، اور پھر ایک ہی سفر کا احوال لکھنے والے بہت۔ مزید بندش یہ کہ عام ادیب کسی سفرنامے میں زمین و آسمان کے جو قلابے چاہے ملائے اور جنس اور رومان کی پھلجھڑیاں چھوڑنے کے علاوہ جس جھوٹ کو چاہے سچ بنا دے۔ اُس کے قلم کے لیے ساری وادیاں کھلی ہیں، مگر سفرنامۂ حج لکھنے والے تو پاکیزہ جذبات کے ساتھ پاکیزہ الفاظ میں صرف حقیقت نگاری کرتی ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کی ذہنی کیفیات اپنی اپنی ہوتی ہیں اور اندازِ بیان بدلتا ہوا ہوتا ہے، نیز سفر میں اقدام قیام کے تفصیلی احوال مختلف پیش آتے ہیں۔ وہ لوگ بڑے کامیاب ادیب ہیں جو سفرنامۂ حج لکھنے کی مخصوص پابندیوں کے ساتھ دلچسپ ادبی تحریریں پیش کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے جواں سال فرید پراچہ کا قلم بہت گلفشاں ثابت ہوا ہے۔

خاص بات یہ کہ انہوں نے حضورؐ کی رضاعی والدہ جناب حلیمہ سعدیہ کے مسکن کا کٹھن سفر طے کیا اور عین اُس مسجد میں نماز ادا کی جہاں کبھی اس بلند نصیب خاتون کا گھر وندا تھا۔

بہتے لہو کی کہانی از بیرک بودھی۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف ریجنل اسٹڈیز، پشاور۔ سفید کاغذ، خوبصورت طباعت اور رنگین گردپوش سے مزین ٹائیٹل کے ساتھ قیمت: ۳۰/- روپے

ہم نے ایک بار اس کتاب کو یونہی اٹھا کر ورق گردانی کی اور دو ایک "قصہ ہائے درد" پڑھے۔ تب میری پوری توجہ اس کی طرف پھر گئی۔ میں نے اوّلاً تو یہ محسوس کیا کہ بہترین ادبی نگارش کا نمونہ میرے سامنے ہے اور گویا تجربوں کی فضا افسانوی ہے مگر آگے چلا تو فضا تو افسانوی ہی رہی، بہتے لہو کی کہانیاں حقیقت کا روپ دھارتی گئیں۔ بیشتر بیان کردہ احوال چشم دید ہیں یا تصدیق شدہ۔ گویا ادب کا ادب اور تاریخ کی تاریخ۔

یہ کتاب اُن لوگوں کو ضرور پڑھنی چاہیے جن کے یخ زدہ دل افغانستان کے دردناک احوال کی تیز گرم شعاعیں پڑنے کے باوجود نہیں پگھلتے۔ وہ بس ایک جرعۂ شراب اور ایک نگاہِ فسوں ساز کے لیے تڑپ سکتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں اور اُن کے گھروندوں کی تباہی پر جھرجھری نہیں لیتے۔

© rasailojaraid.com